85115 ـ بڑی عمر کے شخص کی رضاعت سے حرمت میں اختلاف

سوال

کیا کسی غیر محرم بڑے شخص کو دودھ پلانا جائز ہے، اور یہ کس طرح جائز ہو گا حالانکہ اس سے مصافحہ کرنا اور دیکھنا حرام ہے ؟
اور میں نے ایك حدیث سنی ہے اس کا معنی کیا ہے حدیث یہ ہے:
ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا نے عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے کہا:
اللہ کی قسم میرا دل راضی نہیں کہ مجھے وہ بچہ دیکھے جو دودھ پینے سے مستغنی ہو چکا ہے، تو عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کہنے لگیں، وہ کس لیے ؟
سہلہ بنت سہیل رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی قسم میں ابو حذیفہ کے چہرے پر سالم کے آنے کی وجہ سے ناراضگی نہیں دیکھنا چاہتی.
تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
تم اسے دودھ پلا دو، تو اس نے عرض کیا: وہ تو داڑھی والا ہے، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے دودھ پلا دو ابو حذیفہ کے چہرے سے ناراضگی ختم ہو جائیگی "
کیا یہ حالت سالم کے لیے خاص تھی، میں نے سنا ہے کہ بعض علماء کہتے ہیں کہ اس نے ایك برتن میں دودھ نکال کر سالم کو پلایا تھا، لیکن رضاعت کا معنی تو یہ ہے کہ پستان منہ میں ڈال کر چوسا جائے، اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ اس عورت نے اس کو عجیب جانا کہ وہ تو داڑھی والا ہے اسے کیسے دودھ پلاؤں ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

حرمت ثابت کرنے والی رضاعت پستان سے منہ لگا کر دودھ پینے پر موقوف نہیں، بلکہ اگر کسی برتن میں دودھ نکال کر بچے کو پلا دیا جائے تو بھی جمہور علماء کے قول کے مطابق یہ رضاعت معتبر شمار ہوتی ہے.

ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اور ناک کے ذریعہ دودھ پلانا اور پستان کو منہ لگائے بغیر بچے کے حلق میں دودھ ڈال دینا بھی رضاعت کی طرح ہی ہے.

السعوط: ناک کے ذریعہ خوراک دینا، اور الوجور: حلق میں دودھ ڈالنے کو کہتے ہیں.

اور ان دونوں طریقوں سے حرمت ثابت ہونے کی روایت میں اختلاف ہے: دونوں روایتوں میں صحیح ترین یہی ہے کہ اس سے بھی اسی طرح حرمت ثابت ہو جاتی ہے جس طرح رضاعت سے ثابت ہوتی ہے.

شعبی اور ثوری اور اصحاب الرائے کا یہی قول ہے، اور حلق میں ڈالنے کے متعلق امام مالك بھی یہی کہتے ہیں.

اور دوسری روایت یہ ہے کہ: اس سے حرمت ثابت نہیں ہوتی، ابو بکر نے یہی اختیار کیا ہے، اور داود کا یہی مسلك ہے، اور عطاء خراسانی ناک کے ذریعہ دودھ کی خوراک لینے کے متعلق کہتے ہیں یہ رضاعت نہیں، بلکہ اللہ تعالی اور اس کے رسول نے رضاعت سے حرمت ثابت کی ہے.

اس کی حرمت کی دلیل عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہما کی یہ روایت ہے:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" رضاعت وہی ہے جس سے ہڈی پیدا ہو اور گوشت بنے "

اسے ابو داود نے روایت کیا ہے.

اور اس لیے بھی کہ یہ اس طریقہ سے بھی دودھ وہی پہنچتا ہے جہاں رضاعت کے لیے پہنچتا ہے، اور اس طرح خوراک لینے سے بھی گوشت بنتا اور ہڈی بنتی ہے جس طرح پستان سے رضاعت میں پیدا ہوتی ہے، اس لیے اسے حرمت میں بھی برابر ہونی چاہیے " انتہی بتصرف

دیکھیں: المغنی (8 / 139).

ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" جب دودھ ایك ہی بار برتن میں نکال لیا جائے یا پھر کئی بار نکالا جائے اور پھر اسے پانچ اوقات میں بچے کو پلایا جائے تو یہ پانچ رضاعت ہونگی، اور اگر ایك ہی وقت میں پلا دیا جائے تو یہ ایك شمار ہو گی، کیونکہ بچے کے پینے کا اعتبار ہو گا، اور اسی سے حرمت ثابت ہو گی، اس لیے اس کا متفرق اور اجتماع کے فرق کا اعتبار کریں " انتہی

دیکھیں: الکافی (5 / 65).

دوم:

جمہور علماء و فقہاء کے قول کے مطابق بڑے آدمی کو دودھ پلانے سے رضاعت کی حرمت ثابت نہیں ہوتی، بلکہ معتبر رضاعت دو برس کی عمر تك ہوتی ہے.

ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" وہی رضاعت حرمت پیدا کرتی ہے جس سے انتڑیاں بھریں اور دودھ چھڑانے کی عمر میں سے قبل ہو"

سنن ترمذی حدیث نمبر (1072) اور سنن ابن ماجہ حدیث نمبر (1936).

حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان: " في الثدى " کا معنی رضاعت کی مدت ہے.

امام ترمذی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" یہ حدیث حسن صحیح ہے، اور اکثر اہل علم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وغیرہ کا اسی پر عمل ہے، کہ رضاعت وہی حرمت ثابت کرتی ہے جو دودھ چھڑانے کی عمر دو برس سے قبل ہو، اور مکمل دو برس کے بعد رضاعت کچھ حرام نہیں کرتی " علامہ البانی رحمہ اللہ نے الارواء الغلیل حدیث نمبر (2150) میں اسے صحیح قرار دیا ہے اھـ

اور صحیح بخاری و مسلم میں عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے مروی ہے وہ بیان کرتی ہیں:

" رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے ہاں تشریف لائے تو میرے پاس ایك شخص بیٹھا ہوا تھا آپ نے فرمایا:

عائشہ یہ کون ہے ؟

تو میں نے عرض کیا: یہ میرا رضاعی بھائی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" اے عائشہ دیکھو کہ تمہارے بھائی کون ہیں، کیونکہ رضاعت بھوك سے ہوتی ہے "

صحیح بخاری حدیث نمبر (2453) صحیح مسلم حدیث نمبر (1455).

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فتح الباری میں لکھتے ہیں:

" معنی یہ ہے کہ تم ذرا غور کرو کہ ایسا ہوا ہے آیا یہ رضاعت صحیح ہے اور اس میں رضاعت کی شروط پائی جاتی ہیں، کہ یہ رضاعت مدت میں ہو اور اس کی مقدار بھی پوری ہو کیونکہ جس رضاعت سے حکم ثابت ہوتا ہے وہی رضاعت ہے جس میں شرطیں مکمل ہوں.

المهلب رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" اس كا معنى يہ ہے كہ: عورتيں ديكھيں كہ اس اخوت يعنى بھائى ہونے كا سبب كيا ہے، كيونكہ رضاعت كى حرمت تو صغر سنى ميں ہوتى ہے حتى كہ رضاعت بھوك كو مٹا دے .

نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم كا فرمان:

" رضاعت تو بھوك سے ہوتى ہے "

اس ميں علت بيان ہوئى ہے كہ جو غور و فكر اور تدبر كا باعث ہے، كيونكہ رضاعت نسب ثابت كرتى ہے اور دودھ پينے والے بچے كو محرم بناتى ہے اور يہ قول: " المجاعۃ " يعنى جس رضاعت سے حرمت ثابت ہوتى ہے اور عورت كے ساتھ خلوت حلال كرتى ہے وہ اس حالت ميں ہے كہ جب بچے كى بھوك دودھ سے ختم ہوتى ہو.

كيونكہ كا معدہ كمزور ہونے كى بنا اس كے ليے صرف دودھ ہى كافى ہوتا ہے، اور اس دودھ سے اس كا جسم نشو و نما پاتا ہے تو اس طرح وہ دودھ پلانے والى عورت كا ايك جزء بن جاتا ہے، اس طرح وہ حرمت ميں اس كى اولاد كے ساتھ شريك ہو جاتا ہے.

گويا كہ رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے يہ فرمايا ہے:

" معتبر رضاعت وہ ہے جو بھوك مٹائے، يا بھوك سے خوراك پورى كرتى ہو " انتہى

صحابہ كرام رضى اللہ عنہم سے آثار ملتے ہيں كہ بڑے شخص كى رضاعت مؤثر نہيں ہوتى ان ميں درج ذيل روايات شامل ہيں:

1 ـ ابو عطيہ الوادعى بيان كرتے ہيں كہ ايك شخص ابن مسعود رضى اللہ تعالى عنہما كے پاس آيا اور عرض كى:

ميرے ساتھ ميرى بيوى تھى تو اس كا دودھ پستان ميں رك گيا ميں اسے نكالنے كے ليے منہ سے چوستا اور باہر پھينك ديتا، ميں ابو موسى رضى اللہ تعالى عنہ كے پاس گيا اور اس كے متعلق دريافت كيا تو انہوں نے فرمايا:

وہ تم پر حرام ہو گئى ہے.

راوى بيان كرتے ہيں كہ ابن مسعود رضى اللہ تعالى عنہ اٹھے اور ہم بھى ان كے ساتھ اٹھ كھڑے ہوئے اور ابو موسى رضى اللہ تعالى عنہ كے پاس گئے اور كہنے لگے:

آپ نے اسے كيا فتوى ديا ہے ؟

تو انہوں نے جو فتوى ديا تھا وہ ابن مسعود رضى اللہ تعالى عنہ كو بتايا تو ابن مسعود رضى اللہ تعالى عنہ اس آدمى كا ہاتھ پكڑ كر كہنے لگے:

كيا آپ اس كو دودھ پينے والا بچہ سمجھتے ہيں ؟

بلكہ رضاعت تو وہ ہے جس سے گوشت بنے اور خون پيدا ہو (يعنى جسم نشو و نما پائے)

تو ابو موسى رضى اللہ تعالى عنہ كہنے لگے: جب تمہارے اندر يہ عالم موجود ہيں تو پھر مجھ سے كوئى سوال مت دريافت كيا كرو "

اسے عبد الرزاق نے مصنف عبد الرزاق حديث نمبر (13895) (7 / 463) ميں روايت كيا ہے.

اور سنن ابو داود ميں ابن مسعود رضى اللہ تعالى عنہما سے يہ الفاظ مروى ہيں:

" رضاعت وہ ہے جو ہڈى مضبوط كرے اور گوشت بنائے تو ابو موسى رضى اللہ تعالى عنہ نے فرمايا: جب تم ميں يہ عالم موجود ہوں تو مجھ سے سوال نہ كيا كرو "

سنن ابو داود حديث نمبر (2059) علامہ البانى رحمہ اللہ نے صحيح ابو داود ميں اسے صحيح قرار ديا ہے.

2 ـ امام مالك رحمہ اللہ نے موطا ميں نافع سے روايت كيا ہے كہ ابن عمر رضى اللہ تعالى عنہما نے فرمايا:

" رضاعت وہى ہے جس نے بچپن ميں رضاعت كى اور بڑے كى رضاعت نہيں ہے "

موطا امام مالك (2 / 603).

3 ـ موطا ميں ہى عبد اللہ بن دينار رحمہ اللہ سے مروى ہے كہ:

ايك شخص عبد اللہ بن عمر رضى اللہ تعالى عنہ كے پاس آيا اور ميں بھى دار القضاء كے پاس ان كے ساتھ تھا، وہ شخص بڑے آدمى كى رضاعت كے متعلق دريافت كرنے لگا تو عبد اللہ بن عمر رضى اللہ تعالى عنہما نے فرمايا:

" ايك شخص عمر بن خطاب رضى اللہ تعالى عنہ كے پاس آيا اور عرض كى: ميرى ايك لونڈى ہے اور ميں اس سے وطئ كرتا ہوں تو ميرى بيوى نے اسے دودھ پلا ديا، اور ميں جب اس لونڈى كے پاس گيا تو وہ كہنے لگى مجھ سے دور ہى رہو، اللہ كى قسم مجھے اس نے دودھ پلا ديا ہے.

تو عمر رضى اللہ عنہ كہنے لگے:

اپنی بیوی کو مارو، اور اپنی لونڈی کے پاس جاؤ، کیونکہ رضاعت تو بچے کی ہوتی ہے "

اس کی سند صحیح ہے.

اسی لیے ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" رضاعت کی بنا پر حرمت میں شرط یہ ہے کہ یہ رضاعت دو برس کی عمر میں ہو، اکثر اہل علم کا قول یہی ہے، اور عمر علی ابن عمر اور ابن مسعود ابن عباس اور ابو ہریرہ اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ باقی ازواج مطہرات سے بھی اسی طرح مروی ہے.

شعبی اور ابن شبرمہ اور اوزاعی، شافعی اور اسحاق، ابو یوسف اور محمد اور ابو ثور بھی یہی کہتے ہیں، اور امام مالك سے بھی ایك روایت یہی ہے، اور امام مالك سے مروی ہے کہ اگر ایك ماہ زائد ہو جائے تو جائز ہے، اور ایك روایت میں دو ماہ کا بھی ذکر ہے.

اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: اڑھائی برس کی عمر میں رضاعت سے حرمت ثابت ہو جاتی ہے کیونکہ اللہ کا فرمان ہے:

اس کا حمل اور دودھ چھڑانے کی عمر اڑھائی سال ہے .

یہاں پیٹ کا حمل مراد نہیں؛ کیونکہ یہ دو برس ہونگے بلکہ حمل فصال مراد ہے.

اور زفر کہتے ہیں رضاعت کی مدت تین برس ہے.

اور عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کی رائے میں بڑے شخص کی رضاعت بھی حرمت کا باعث ہے، اور عطاء اور لیث اور داود سے بھی یہی مروی ہے " انتہی

دیکھیں: المغنی ابن قدامہ (8 / 142).

اس میں ایك اور بھی قول ہے کہ: بڑی عمر میں رضاعت اثرانداز ہو گی، عائشہ حفصہ رضی اللہ عنہما اور علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے لیکن اس کی سند ضعیف ہے، طبرانی نے اسے عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اور قاسم بن محمد و عروہ کی طرف منسوب کیا ہے.

اور عطا لیث بن سعد اور ابن حزم کا یہی قول ہے، اور داود ظاہری کی طرف منسوب کیا جاتا ہے، اور مالکی حضرات میں سے ابن المواز اس کی طرف مائل ہیں "

دیکھیں: فتح الباری (9 / 148).

سوم:

بڑی عمر میں رضاعت مؤثر ہونے کے قائلین نے مسلم شریف کی درج ذیل حدیث سے استدلال کیا ہے:

عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کا غلام سالم ان کے ساتھ ان کے گھر میں رہتا تھا، تو سہلہ بنت سہیل رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سالم جوان ہو چکا ہے، اور جس طرح مرد سمجھتا ہے سالم بھی وہی کچھ سمجھنے لگا ہے، اور وہ ہمارے پاس آتا جاتا ہے، میرے خیال میں ابو حذیفہ اس کے آنے سے ناراض ہوتے ہیں، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تم اسے دودھ پلا دو تم اس پر حرام ہو جاؤگی، اور ابو حذیفہ کے دل میں جو کچھ ہے وہ بھی ختم ہو جائیگا، تو اس نے دوبارہ آ کر بتایا کہ اس نے اسے دودھ پلایا تو ابو حذیفہ کے چہرے سے ناراضگی ختم ہو گئی "

صحیح مسلم حدیث نمبر (1453).

اور مسلم شریف کی ایک روایت میں ہے:

" وہ کہنے لگے: اسے تو داڑھی ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اسے دودھ پلا دو ابو حذیفہ کی ناراضگی ختم ہو جائیگی "

حذیفہ رضی اللہ عنہ نے منہ بولا بیٹا بنانے کی حرمت نازل ہونے سے قبل سالم کو منہ بولا بیٹا بنا رکھا تھا.

حدیث میں یہ بیان نہیں کیا گیا کہ سالم نے دودھ کس طرح پیا اور اسے دودھ کس طرح پلایا گیا، امام نووی رحمہ اللہ مسلم کی شرح میں رقمطراز ہیں:

" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان: " تم اسے دودھ پلا دو "

قاضی کہتے ہیں: لگتا ہے کہ اس نے دودھ نکال کر سالم کو پلایا تھا، اور سالم نے سہلہ کے پستان کو نہیں چھویا اور نہ ہی اس کی جسم کو.

قاضی کا یہ قول بہتر اور اچھا معلوم ہوتا ہے، اور یہ بھی احتمال ہے کہ ضرورت و حاجت کی بنا پر اسے چھونے کی بھی اجازت مل گئی ہو جس طرح بڑی عمر کا ہونے کے باوجود رضاعت کی اجازت ملی " واللہ اعلم انتہی

عائشہ اور حفصہ رضی اللہ تعالی عنہما نے اسی حدیث کو لیا اور وہ اسے سالم کے لیے خاص نہیں سمجھتیں، لیکن باقی ازواج مطہرات اس کا انکار کرتی ہیں.

مسلم شریف میں ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا سے مروی ہے کہ وہ کہا کرتی تھیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری بیویوں نے اس رضاعت والے شخص کو اپنے پاس آنے سے انکار کر دیا، اور عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کو کہنے لگیں:

اللہ کی قسم ہمارے خیال میں تو یہ سالم کے لیے خاص رخصت تھی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سالم کو دی تھی، لہذا اس رضاعت سے ہمارے پاس کوئی نہیں آ سکتا"

صحیح مسلم حدیث نمبر (1454).

ابو داود رحمہ اللہ نے ام المومنین عائشہ اور ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت کیا ہے کہ ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس نے سالم کو اپنا منہ بیٹا بنایا ہوا تھا اور اپنے بھائی کی بیٹی یعنی بھتیجی ہند بنت ولید بن عتبہ بن ربیعہ سے شادی کی اور یہ ایك انصاری عورت کا غلام تھا، جس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زید کو اپنا منہ بولا بیٹا بنایا تھا، دور جاہلیت میں اگر کوئی شخص منہ بولا بیٹا بناتا تو لوگ اسے اس کی ولدیت دیتے اور اسے اس کی طرف منسوب کر دیتے اور اس کی وراثت کا بھی حقدار ٹھرتا، حتی کہ اللہ عزوجل نے اس کے متعلق حکم نازل کر دیا:

لے پالکوں کو ان کے (حقیقی) باپوں کی طرف نسبت کر کے بلاؤ اللہ کے نزدیك پورا انصاف یہی ہے، پھر اگر تمہیں ان کے (حقیقی) باپوں کا علم ہی نہ ہو تو وہ تمہارے دینی بھائی اور دوست ہیں الاحزاب (5).

تو انہیں ان کے حقیقی باپوں کی طرف لوٹا دو، اور جس کے باپ کا علم نہیں تو وہ اس کا دینی بھائی اور دوست ہے.

چنانچہ سھلۃ بن سھیل بن عمرو قریشی عامری جو کہ ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کی بیوی تھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور عرض کیا:

اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم: ہم سالم کو اپنا بیٹا سمجھتے رہے ہیں، اور وہ میرے اور ابو حذیفہ کے ساتھ ایك ہی گھر میں رہتا ہے، اور مجھے ایك ہی کپڑے میں دیکھتا ہے، اور اللہ عزوجل نے ان کے متعلق وہ حکم اتارا ہے جو آپ کو بھی علم ہے، لہذا اس کے متعلق آپ کی رائے کیا ہے ؟

تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا: اسے دودھ پلا دو "

تو سهلہ نے اسے پانچ رضاعت دودھ پلا دیا اور اس طرح وہ اس کا رضاعی بیٹا بن گیا، اسی بنا پر عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا اپنی بھانجیوں اور بھتیجیوں کو حکم دیا کرتی تھی کہ جنہیں عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا دیکھنا چاہتی اور اسے اپنے پاس آنے کی اجازت دینا چاہتیں تو وہ انہیں دودھ پلا دیں چاہے وہ بڑی عمر کا ہی ہوتا، اسے پانچ رضاعت دودھ پلاتیں اور پھر وہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کے پاس جاتا تھا، لیکن ام سلمہ اور باقی سب ازواج مطہرات نے اس رضاعت سے اپنے پاس آنے کی اجازت دینے سے انکار کر دیا، حتی کہ وہ بچپن میں دودھ پیے تو پھر اجازت دیتی، اور وہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کو کہا کرتی تھیں: ہمیں نہیں معلوم ہو سکتا ہے یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے صرف سالم کے لیے خصوصی اجازت تھی "

سنن ابو داود حدیث نمبر (2061) یہ حدیث صحیح ہے علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح سنن ابو داود میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

سالم کے واقعہ والی حدیث کا جمہور یہ جواب دیتے ہیں کہ: یہ سالم کے ساتھ خاص ہے، جیسا کہ باقی ازواج مطہرات کا قول ہے، یا پھر یہ منسوخ ہے.

اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے ان دونوں اقوال کو جمع کرتے ہوئے کہا ہے کہ: بڑی عمر میں رضاعت اثرانداز اور معتبر نہیں ہوتی، لیکن جب اس کی ضرورت و حاجت ہو تو پھر اثرانداز ہو گی.

الصنعانی رحمہ اللہ " سبل السلام " میں لکھتے ہیں:

" سہلہ اور اس کے معارض دوسری حدیث میں سب سے بہتر اور احسن جمع وہی ہے جو ابن تیمیہ کی کلام ہے ان کا کہنا ہے:

بچپن کی رضاعت ہی معتبر شمار ہو گی لیکن اگر اس کی ضرورت و حاجت ہو مثلا بڑے شخص کو کسی عورت کے پاس آنے کے بغیر کوئی چارہ نہ ہو اور عورت کا اس سے پردہ کرنا مشکل اور مشقت کا باعث ہو جیسا کہ ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کی بیوی کے ساتھ سالم کا مسئلہ تھا، تو اس طرح کے بڑے شخص کو ضرورت و حاجت کی بنا پر دودھ پلایا جائے تو رضاعت مؤثر ہو گی، لیکن اس کے بغیر بچپن میں رضاعت ضروری ہے انتہی.

کیونکہ دونوں حدیثوں کے مابین جمع بہتر ہے، اور ظاہری طور پر خاص ہونے اور نہ ہی منسوخ ہونے کی وجہ سے بغیر کسی مخالفت کے اس حدیث پر عمل کرنا بہتر ہے " انتہی

دیکھیں: سبل السلام (2 / 313).

اور ابن قیم رحمہ اللہ بھی اسی جمع کی طرف گئے ہیں وہ کہتے ہیں:

" اسے منسوخ کہنے اور کسی معین شخص کے ساتھ مخصوص قرار دینے سے یہ بہتر ہے، اور دونوں اعتبار سے سب احادیث پر عمل کرنے کے زیادہ قریب ہے، اور شرعی قواعد و اصول بھی اس کے شاہد ہیں، اللہ ہی توفیق دینے والا ہے " انتہی

دیکھیں: زاد المعاد (5 / 593).

چہارم:

معاصرین اہل علم کا فتوی یہی ہے کہ بڑے شخص کی رضاعت کا کوئی فائدہ نہیں، شیخ ابن باز رحمہ اللہ اور مستقل فتوی کمیٹی کا بھی یہی فتوی ہے کہ یہ سالم کے ساتھ مخصوص تھا.

دیکھیں: فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء (21 / 41 - 102) اور مجموع فتاوی ابن باز (22 / 264).

اور شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کا اختیار یہ ہے کہ یہ حدیث سالم کے ساتھ خاص نہیں، بلکہ ہر اس شخص پر منطبق ہو گی جس کی حالت سالم جیسی ہو، اور اب ایسا ممکن نہیں، کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالی نے منہ بولا بیٹا بنانا حرام قرار دے دیا ہے، تو اس طرح اب یہ قول بھی جمہور کے قول سے متفق ہو جاتا ہے کہ اب بڑے شخص کی رضاعت سے حرمت ثابت نہیں ہو گی.

شیخ رحمہ اللہ " الشرح الممتع " میں کہتے ہیں:

" اور میرے نزدیك: بڑے شخص کی رضاعت مطلقا مؤثر نہیں، لیکن اگر ہم کوئی ایسی حالت دیکھیں ہر اعتبار سے ابو حذیفہ رضی اللہ تعالی عنہ کی حالت جیسی ہو، لیکن اب اس وقت یہ ممکن نہیں کیونکہ منہ بولا بیٹا بنانا باطل کر دیا گیا ہے..

خلاصہ یہ ہوا کہ:

منہ بولا بیٹا بنانے کی حرمت کے بعد ہم کہتے ہیں: بڑے شخص کی رضاعت اثرانداز نہیں ہو گی، بلکہ رضاعت کے لیے دو برس کی عمر ہونی ضروری ہے، یا پھر دودھ چھڑانے سے قبل ہو اور یہی راجح ہے " انتہی مختصرا

دیکھیں: الشرح الممتع (13 / 435 - 436).

واللہ اعلم .